السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز باجماعت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اجتماعی طور پر ثابت ہے یا نہیں؟ اگر کسی وقت کرلی جائے اور کبھی نہ کی جائے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ کون سا طریقہ صحیح ہے۔ اگر کوئی کرنے والوں کے ساتھ دعا نہ کرے تو گناہ گار تو نہیں ہوگا؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز باجماعت کے بعد امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ثابت نہیں ہے، اس بات کی صراحت حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیمؒ نے فرمایا:

"واما الدعاء بعد السلام من الصلوة مستقبل القبلة اوالماموين فلم يكن ذلك من هديه صلى الله عليه وسلم اصلا ولاروي عنه باسناد صحيح ولا حسن"

نماز کے اختتام پر سلام کے بعد قبلہ رخ ہو کر یا مقتدیوں کی طرف چہرہ کرکے دعا کرنا نبی کریم ﷺ سے اصلاً ثابت نہیں ہے۔ یہ بات کسی صحیح اور حسن سند بھی مروی نہیں ہے۔

(زاد المعاد ج1ص 257 طبع مؤسسة الرسالة بیروت)

جب ایک بات صراحتاً ثابت ہی نہیں ہے اور سلف صالحین سے اس پر نکیر بھی ثابت ہے تو بعض عمومی دلائل کی رو سے اس پر خواہ مخواہ زور دینا اور اجتماعی دعا نہ کرنے والوں پر فتویٰ لگانا انتہائی غلط اور مذموم حرکت ہے۔

بعض لوگ فرض نماز کے بعد انفرادی دعا میں رفع یدین کے بارے میں چند روایات پیش کرتے ہیں:

1) وعن محمد بن ابي يحيى الاسلمى قال: رايت عبدالله بن الزبير وراي رجلا رافعا يديه يدعوا قبل ان يفرغ من صلوته فلما فرغ منها قال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلوته

(تحفة الاحوذي ج ۱ص 245 ومجمع الزوائد ج10ص 169، واللفظ له بحواله طبرانی وقال: رجاله ثقات)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے تھے۔

تحقیق: اس روایت کی مکمل سند المعجم للطبرانی کے مطبوعہ نسخہ سے غائب ہے لیکن حافظ ابن کثیرؒ نے اس روایت کی سند کو ہمارے لیے محفوظ کرلیا ہے۔ والحمد للہ

فرماتے ہیں: رواه الطبراني عن سليمان بن الحسن العطار عن ابي كامل الجحدري عن الفضل (!) بن سليمان عنه به"

یعنی میں یہ روایت المعجم الکبیر للطبرانی (ج13-14 ص92 ح324) میں مل گئی ہے اس کا راوی الفضل بن سلیمان النمیری جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ صحیحین میں اس کی تمام روایات شواہد ومتابعات کی وجہ سے صحیح ہیں لیکن یہ روایت شاہد یا متابع نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے السلسلة الضعیفة للالبانی (6/56 ح2544)

لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے میری کتاب ہدیۃ المسلمین حدیث: 22)

2) عَنِ الفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى، تَشَهَّدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشَّعُ، وَتَضَرَّعُ، وَتَمَسْكَنُ، وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ، يَقُولُ: تَرْفَعُهُمَا إِلَى رَبِّكَ، مُسْتَقْبِلاً بِبُطُونِهِمَا وَجْهَكَ، وَتَقُولُ: يَارَبِّ يَارَبِّ، (سنن ترمذی مع تحفة الاحوذی ج1ص299ح385)

اس کا راوی عبداللہ بن نافع بن العمیاء مجہول ہے جیسا کہ تقریب التہذیب (3658) اور تحفة الاحوذی میں لکھا ہوا ہے۔

امام بخاری نے فرمایا: "لم يصح حديثه" اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ (التاریخ الکبیر 5/213)

امام ابن خزیمہ نے بھی اس روایت کے ثابت ہونے میں شک کیا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ ج2ص 221)

صحیح ابن حبان میں مجھے یہ روایت نہیں ملی اور نہ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ واللہ اعلم

خلاصۃ التحقیق : یہ روایت ضعیف ومردود ہے۔

3) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ بعد ما سلم وہو مستقبل القبلۃ۔۔۔الخ

(تفسیر ابن کثیر ج1ص 542 تفسیر سورۃ النساء آیت :98 بحوالہ ابن ابی حاتم وتحفۃ الاحوذی ج1ص 245)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام کے بعد قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تھی۔ اس روایت کا ایک راوی علی بن زید بن جدعان ہے جسے جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : "ضعیف" (التقریب التہذیب :٤٧٣٤)

صحیح مسلم میں اس کی روایت ثابت البنانی (ثقہ) کی متابعت میں ہے۔ حافظ المزی فرماتے ہیں : "روي لہ البخاري في الادب (المفرد وہو غیر الصحیح) ومسلم مقرونا بثابت البنانی والباقون" (تہذیب الکمال ج13ص 275

4) عن الاسود العامري عن ابیہ قال : صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا" (فتاوی نذیریہ ج1ص566 بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں مجھے نہیں ملی اور مجھے نہیں ملی اور نہ کسی دوسری کتاب میں سنداًومتناً ملی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ (ج1ص 302) میں جو روایت ہے وہ "انحرف" پر ختم ہے۔

اس میں "ورفع یدیہ ودعا کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ الفاظ کسی ناقل کا وہم ہیں جنھیں فتاویٰ نذیریہ میں سہواً نقل کردیا گیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ انفرادی دعا بعد از فرائض میں ہاتھ اٹھانے والی روایات بھی سنداً ضعیف ہیں۔ یہاں بطور تنبیہ عرض ہ کہ نماز کے بعد مختلف اذکار اور دعائیں آپ ﷺ سے بطریق تواتر ثابت ہیں۔ اسی طرح دعا میں ہاتھ اٹھانا بھی متواتر ہے۔ مالک بن یسار السکونیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «اذا سالتم اللہ فسلوہ ببطون اکفکم ولا تسالوہ بظہورہا»

اگر تم اللہ سے (دعا) کرو تو ہتھیلیاں اوپر کرکے یعنی سیدھے ہاتھوں سے مانگو ہتھیلیوں کی پشت اوپر کرکے نہ مانگو۔ (سنن ابی داود الصلوۃ باب الدعاح 1486، وسندہ حسن ولہ شاہد عند الطبرانی وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد 10/169 ورجالہ رجال الصحیح غیر عمار بن خالد الواسطی وھو ثقہ)

اس مفہوم کی دوسری روایات بھی ہیں۔

جبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

«لا یجتمع ملاء فید عوا بعضہم ویؤمن البعض الا اجابہم اللہ»

(مسلمانوں کا) کوئی گروہ اگر جمع ہو اور بعض ان کا دعا کرے دوسرا آمین کہے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرلیتا ہے۔ (المستدرک للحاکم ج3ص 347 ح 5478، مجمع الزوائد ج 10 170 بحوالہ الطبرانی وھدانی فی المعجم الکبیر ج4ص 22،21ح 353635، 35 ابن عساکر 13/54)

اس روایت کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ عبداللہ بن ہبیرہ کی سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ 42 ہجری میں فوت ہوئے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (1106) جبکہ عبداللہ بن ہبیرہ 41 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (3674)

مختصراً غرض ہے کہ فرائض ونوافل کے بعد امام اور مقتدیوں کا اجتماعی دعا کرنا ثابت نہیں ہے، ہاتھ اٹھانے کی صراحت کے ساتھ انفرادی دعا والی روایات بھی غیر ثابت ہیں مجوزین حضرات عمومی دلائل اور بعض غیر ثابت روایات سے استدلال کرتے ہیں، راجح یہی ہے کہ کبھی کبھار کسی کی درخواست پر مانگ لیں تو جائز ہے۔

یہی حکم نماز جمعہ یا جلسہ واجتماع کے بعد والی دعا کا ہے۔

دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا دوصحا بیوں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ (الادب المفرد للبخاری باب 276 ح 609 وسندہ حسن۔ ہدایۃ المسلمین الراقم الحروف 45، دوسرا نسخہ ص 58) لہذا اس عمل کو جاہلوں کا کام بتانا صحیح نہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج1ص463

محدث فتویٰ